## مجلس 21

# آزاد ریاستوں کے حالات

حضرت جی دامت برکاتہم آزاد ریاستوں کا مختصر دورہ فرما کر اسلام آباد تشریف لائے تو اس سفر کے کچھ حالات سنائے جنہیں آپ کی بابرکت مجلس میں بیٹھ کر سپرد قلم کیا گیا۔ عجیب انوارات بھری مجلس تھی۔ اس مجلس کے یہ ملفوظات افادہ عام کے لئے پیش خدمت ہیں۔

## تقریباً 127 انسانوں کے مشرف بااسلام ہونے کا واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اس دفعہ آزاد ریاستوں کا سفر بڑا تھکا دینے والا تھا۔ مختصر یہ کہ جب سٹالن نے فن لینڈ پر حملہ کیا تو کافی علاقے پر قبضہ کر لیا تھا اور سٹالن نے کہا کہ لینن گراڈ سے فن لینڈ قریب ہے اس لئے اس قبضہ شدہ علاقے کو واپس نہیں کروں گا اور اس کے بدلے وہ ہمارا فلاں غیر آباد علاقہ لے لیں جہاں کٹشا مکشا شہر ہے۔ وہاں کوئی تقریباً 127 انسان ایک کلب میں اکٹھے ہوتے تھے۔ وہاں ایک عورت تھی جس نے عیسائیت کو پڑھا پھر اسے خواب آیا کہ اسلام کو بھی Consider کرو۔ ایک دفعہ اس عورت نے ماسکو میں ہمارے سلسلے کے ایک دوست روایل تاج

الدین صاحب کو جبہ و دستار میں دیکھا۔ اس عورت نے باقاعدہ انہیں لیٹر لکھا اور دعوت دی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور اسلام پر لیکچر دیں۔ اس نے لکھا کہ میرے شیخ تشریف لانے والے ہیں وہ بہتر طریقے سے اسلام کو پیش کر سکیں گے۔ ہم حضرت شیخ کے ساتھ تمہارے ہاں لیکچر کے لئے آئیں گے۔ حضرت جی نے فرمایا کہ ہم نے اس کلنا مکشا شہر میں ان لوگوں سے ملنے کے لئے اور اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لئے 16 گھنٹے ریل کا سفر کیا اور اس کے بعد 10 گھنٹے کار سے سفر کیا۔

وہاں کلب میں بڑا بھرپور لیکچر ہوا، سوالات و جوابات ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں مذہب کے بارے میں غلط فہمی ہے۔ انہیں مذہب کی ضرورت بتائی اور اسلام کو سمجھایا۔ انہیں سمجھایا کہ مذہب کیوں ضروری ہے؟ پھر انہیں بتایا کہ یہودیت اور عیسائیت کے بعد اسلام کی کیا ضرورت تھی؟ الحمدللہ وہ سب کے سب مسلمان ہوئے۔ ان میں سے دو عورتیں تو سرے سے مذہب کے بارے میں سنجیدہ ہی نہ تھیں۔ لیکن جب انہیں اسلام کی سمجھ آ گئی تو وہی دو عورتیں جو کسی مذہب کو ماننے کے لئے تیار نہ تھیں وہی سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ جب وہ سب مسلمان ہو گئے تو انہیں اسلام کی ابتدائی باتیں سمجھائی گئیں۔ پھر وہ سب لوگ اسٹیشن چھوڑنے آئے اور اکثر رو رہے تھے۔ اسلام میں بھی کیا زبردست کشش ہے اور برکت ہے کہ آدھے دن سے بھی کم وہاں رہے مگر ان لوگوں کو اسلام کی وجہ سے اتنی محبت ہو گئی کہ رخصت کے وقت اکثر لوگ زار و قطار رو رہے تھے۔ اس کے بعد 23 گھنٹے کے سفر کے بعد لینن گراڈ پہنچے۔ اس دورے میں پانچ چھ ہزار میل تو سفر کیا ہو گا۔ تاشقند، سمرقند، بخارا

وغیرہ علاقوں کا دورا کیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

## حضرت مولانا حاکم جان:

حضرت مولانا حاکم جان جو آزاد ریاستوں میں ہوتے ہیں وہ حضرت جی کے خلیفہ ہیں کافی عرصہ پاکستان میں رہ کر گئے ہیں۔ حضرت جی نے مولانا حاکم جان کے متعلق فرمایا کہ ان کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا۔ جب یہاں پاکستان میں تھے تو حضرت جی نے ان سے فرمایا کہ فی الحال گھر خط نہ لکھنا۔ لیکن مولانا صاحب نے سمجھا کہ کچھ نہیں ہوگا۔ انہوں نے دو تین خط گھر لکھ دئے۔ جب واپس اپنے ملک پہنچے تو دوسرے ہی دن پکڑ لئے گئے۔ تین سال قید کی سزا سنائی گئی کہ کیوں پاکستان گئے اور کیوں دین سیکھا؟ کسی محفل میں اسلام کریموف نے تقریر کی اور تین سال سے کم قیدیوں کو معاف کر دیا اور حضرت مولانا چھوٹ گئے۔ ایک بہت بڑی مسجد میں خطیب ہیں چھ ہزار آدمی ان کے پیچھے جمعہ پڑھتے ہیں۔ وہاں شہر میں ایک ہی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے جس سے لوگوں میں نااتفاقی اور اختلاف وغیرہ کم ہوتا ہے۔

## مجلس 22

# دل کن چیزوں سے متاثر ہوتا ہے

حضرت جی دامت برکاتہم رمضان شریف میں مختصر دورے پر اسلام آباد تشریف لائے۔ 7\1\98 کو بعد تراویح اسامہ بن زید مسجد میں درج ذیل ملفوظات سے سامعین کے دلوں کو منور فرمایا۔ لوگوں نے بہت اچھے اثرات لئے۔ اس عاجز نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے ان کلمات طیبات کو رقم فرمایا سب لوگوں کے استفادہ کے لئے یہ ملفوظات پیش خدمت ہیں۔

### قرآن اور قوالی:

حضرت جی دامت برکاتہم بہت لمبا سفر کر کے اسلام آباد پہنچے تھے۔ بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے پھر بھی حالت سفر میں تھے کیونکہ دوسرے دن پھر سفر درپیش تھا مگر اسامہ بن زید مسجد میں تراویح کے لئے تشریف لائے۔ بعد تراویح حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا، آج جناب قاری صاحب کا قرآن سنا ایسا (Fresh) ہوا ہوں کہ گویا میرا دن ابھی شروع ہوا ہے۔ قاری صاحب نے ایسا خوبصورت اور مخارج کی صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھا ہے کہ طبیعت خوش ہوگئی ہے۔ افسوس کہ آج عبادات کا شوق نہ رہا۔ آج مزاج اتنے بگڑ گئے ہیں کہ قوالی کے اشعار پر سر دھننے لگتے ہیں اور قرآن سن کر ٹس

سے مس نہیں ہوتے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ارشاد فرمایا، آنکھ کی حفاظت روحانیت میں بڑی ضروری ہے اگر آنکھ بد پرہیزی اور بدنظری کر دے گی تو دل تباہ ہو جائے گا۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ آنکھ کو بدنظری سے بچایا جائے تا کہ دل محفوظ رہے۔

آنکھ سے آنکھ لڑی ہے مجھے ڈر ہے دل کا
کہیں اس جنگ و جدل میں یہ نہ مارا جائے

## آنکھ:

اچھے یا برے جو بھی اثرات پڑتے ہیں وہ آنکھ کے ذریعے دل تک جاتے ہیں اس لئے آنکھوں کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے جس کی آنکھ اس کے قبضے میں نہیں اس کا دل بھی اس کے قبضے میں نہیں۔

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ حق نے کیا ہے دل کو نگاہ کا پیرو

کسی بزرگ نے فرمایا کہ تم مادہ بکری (کے اعضائے مخصوصہ) کے دیکھنے سے بھی پرہیز کرو۔ (اس سے غلط خیالات و وساوس آتے ہیں)

## کان:

دل کے لئے دوسرا **Input** کان ہے۔ مثلاً اگر قاری باسطؒ کی کیسٹ سنیں گے تو اچھے اثرات پڑیں گے اسی طرح کسی سنگر کو سنیں گے تو اس کے برے اثرات ہوں گے۔ اِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ (مانتے تو وہی ہیں

جو سنتے ہیں ) پس ثابت ہوا کہ کان کے ذریعے سنی ہوئی باتوں کے اثرات بھی دل پر بہت پڑتے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ اچھی باتیں سنی جائیں تا کہ قلب سلیم نصیب ہو۔ کان، آنکھ، دل کے بارے میں سوال ہوگا۔ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً ( بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے ( متعلق ) پوچھ ہوگی ) ۔

## زبان:

زبان بھی ایک Input ہے انسان زبان سے گپیں مار رہا ہوتا ہے تو اس کے اثرات بھی دل پر پڑ رہے ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگ جہنم میں زیادہ کس وجہ سے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زبان کی وجہ سے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ کسی چیز کو قید کر کے خوش نہیں ہونا چاہئے مگر زبان کو قید کر کے خوش ہونا چاہئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ زبان کی حفاظت کی جائے ورنہ دل پر بہت برے اثرات پڑیں گے۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ زیادہ باتیں کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے کیونکہ ہر ہر بات کے دل پر اثرات پڑ رہے ہوتے ہیں۔ اچھی باتیں کریں گے تو دل پر اچھے اثرات ہوں اور فضول باتیں کریں گے تو دل پر خراب اثرات پڑیں گے۔ حدیث کا مفہوم ہے بعض اوقات انسان منہ سے ایسی بات نکالتا ہے کہ اس کا نام دوزخیوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پس چاہئے کہ انسان سوچ سمجھ کر بات کرے اور اچھی بات کریں ورنہ دل تباہ و برباد ہو جائے گا۔

## دماغ:

جو آپ بار بار سوچتے رہیں گے وہی ہونے لگ جائے گا اگر آپ اللہ پر

اچھا گمان رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے مطابق فیصلہ فرمادیں گے۔ حدیث شریف ہے اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی جو Data آپ دل میں Input کریں گے وہی قیامت کے دن نکالا جائے گا۔ قرآن حکیم میں ہے وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ (جو دلوں میں ہے (وہی) نکالا جائے گا)

## دل:

تصوف کا مطلب دل کی صفائی کرنا ہوتا ہے۔ جتنی دل کی صفائی ہوتی جائے گی اتنا ہی بندے کے اخلاق اعلیٰ ہوتے جائیں گے اور رذائل نکلتے جائیں گے۔ مثلاً Wind Screen کی صفائی کی بوتل ملتی ہے جس سے سکرین صاف ہو جاتی ہے اسی طرح دل کی صفائی کے لئے بھی ذکراللہ Cleaner کی طرح ہے۔ اس لئے اولیا اللہ ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ دل آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہو جائے۔ جب دل صاف وشفاف ہو جاتا ہے تو اس کے اندر درد وسوز پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے دل کو ذکر کے ذریعے بیدار کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

؎ تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

## عام مسلمان اور نیکی:

بعض اوقات عام مسلمان بھی اولیاء اللہ جیسے کام کر لیتے ہیں لیکن بعض اوقات برائیاں بھی کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے اولیاء اللہ والی حالت قائم نہیں رہتی۔ اگر عام مسلمان بھی تقویٰ کا لحاظ رکھیں تو دل گلستان کی طرح پر بہار ہو جاتا

ہے اور اگر تقویٰ کا لحاظ نہ رکھیں تو دل بیاباں ہو جاتا ہے اور اجڑ جاتا ہے۔

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار

جب بیاباں ہوا عالم ہی بیاباں ہو گیا

## مثال زندگی:

اگر ساری زندگی آپ فضول گزار بیٹھیں گے تو ساری زندگی سکون نہ ملے گا۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ حضور ﷺ کی زندگی کو اپنا آئیڈیل بنائے اور آپ کے رنگ میں رنگتا چلا جائے۔ پھر انسان کی اپنی زندگی بھی مثالی زندگی بن جائے گی۔ حضور ﷺ بھی ہر وقت ذاکر رہتے تھے اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ذکر و فکر کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔ ذکر، وساوس کے وائرس کو ختم کر دیتا ہے۔

## انسان کی ضرورت:

نیک مجالس میں بیٹھنا یہ انسان کی زندگی کی ضرورت ہے۔ جیسے کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا ہماری ضرورت ہے اسی طرح آخرت کے عذابوں سے بچنا یہ بھی ہماری ضرورت ہے۔ مختصر یہ کہ جب نیک مجالس میں بیٹھیں گے تو سننے کو اچھی باتیں ملیں گی، دیکھنے کو نیک لوگ ملیں گے اور بات کرنے کو اچھے لوگ ملیں گے جس کی وجہ سے دماغ اچھی باتیں سوچے گا اور دل خود بخود نیک ہوتا چلا جائے گا یہ نیک بننے کا شارٹ کٹ راستہ ہے

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

(نیک کی صحبت تمہیں نیک بنا دے گی اور بد کی صحبت تمہیں بد بنا دے گی)

مجلس 23

# حضرت جی کے تجربات زندگی

## مخلص کون ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے 21\3\98 کو حضرت ڈاکٹر مرسل صاحب کے ہاں روانگی سے پہلے اپنی زندگی کے بعض تجربات کا ذکر فرمایا اور گراں قدر ملفوظات ارشاد فرمائے۔ ارشاد فرمایا کہ کس کا کام مقبول ہے؟ کون مخلص ہے؟ اس بات کو حضرت نظام الدین اولیاؒ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ ان کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ جو زندگی میں ناموری چاہے گا اور پھر کام کرے گا تو موت کے ساتھ ہی اس کا کام بھی مر جائے گا اور جو اپنے کو مٹائے گا اور پھر کام کرے گا تو وفات کے ساتھ ہی اس کا کام خوب چمکے گا۔ اس لئے زندگی میں منفی سوچ نہ ہو، میں نہ ہو، ناموری کی تمنا نہ ہو، شہرت کی خواہش دل میں ذرا برابر بھی نہ ہو تب انسان کا کام مقبول ہوتا ہے اور تا دیر قائم رہتا ہے۔

## ساری زندگی کے تجربات کا نچوڑ:

ارشاد فرمایا کہ زندگی کا ایک مقصد بنایئے اور وہ مقصد یہ ہو کہ گناہوں

سے پاک زندگی گزارنی ہے۔ اس بات پر انتہائی زور دے کر فرمایا کہ میری ساری زندگی کا تجربہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو معصیت سے پاک کر لیا وہ مستجاب الدعوات بن جائے گا۔

## راز کی بات:

ارشاد فرمایا کہ پوری زندگی کا نچوڑ اور راز کی بات بتاتا ہوں کہ بزرگ اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتے تھے اس لئے ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ دنیا کی تھوڑی سی محبت بھی دل میں نہیں ہونی چاہئے۔ دنیا کی محبت سے پاک دل چاہئے تب بات بنے گی۔ حدیث پاک میں ہے حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ (دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے)

اس لئے کسی عارف نے کہا ہے دولت ہاتھ میں رکھنا جائز، جیب میں رکھنا جائز، لیکن دل میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے جس دل میں مال آنے کی خوشی نہ ہو اور نقصان سے غم نہ ہو وہ دل دنیا کی محبت سے پاک سمجھا جائے گا۔

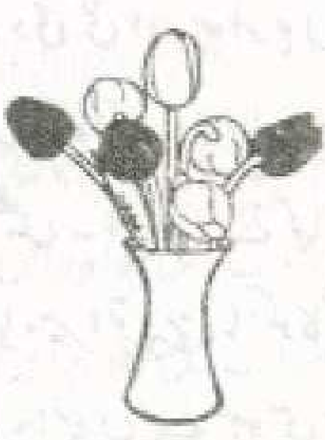

مجلس 24

# آبِ زم زم کی برکات

سوموار 98\4\27 بعد مغرب حضرت جی کراچی سے اسلام آباد ائرپورٹ تشریف لائے جماعت کے کافی دوست استقبال کے لئے موجود تھے۔ ائرپورٹ پر دوستوں سے حضرت جی ملے اور دعا کی۔ اس کے بعد یہ قافلہ اسلام آباد میں ڈاکٹر مرسل صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں گاڑی چنڈورہ چنگی کے پاس پہنچی تو حضرت جی نے فرمایا کہ ایک زمانہ تھا کہ شروع شروع میں پروفیسر اسلم صاحب کے ہاں قیام ہوتا تھا۔ انہیں باتوں کے ضمن میں ایک انتہائی دلچسپ واقعہ سنایا کہ پہلی دفعہ 1992ء میں روس کے لئے اسلام آباد سے روانگی ہوئی تو افغانستان کی جنگ کی وجہ سے ائرفیلڈ بند کر دیا گیا۔ فلائٹ منسوخ کر دی گئی اور سواریوں کو ہوٹل پہنچا دیا گیا۔ وہیں حضرت جی کی ملاقات روس کے ایک وزیر اور Ambassador سے ہوئی۔ ماسکو جانے کی باتیں چل نکلیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ماسکو چلیں۔ حضرت جی نے فرمایا، میرا تو ویزہ ماسکو کا نہیں ہے۔ اگلے دن سفارت خانے میں چھٹی تھی۔ فرمایا، انہوں نے خصوصی طور پر چھٹی کے دن سفارت خانہ کھول کر ویزہ لگا کر دیا۔ سفارت خانے والے سوچتے تھے کہ یہ نہ تو کسی

ملک کا بادشاہ ہے نہ ہی وزیر ہے لیکن اس کا ویزہ اس طرح لگ رہا ہے۔ حضرت جی نے فرمایا، یہ سب حضور ﷺ کی بشارت کی برکات تھیں جو حضور ﷺ نے خواب میں روس جانے کے لئے دی تھی۔ اس ویزہ پر حضرت جی پوری آزاد ریاستوں میں گئے اور اللہ تعالیٰ نے خوب خوب دین کا کام لیا۔

آزاد ریاستوں کے سفر کے ان واقعات کو سناتے ہوئے حضرت جی ڈاکٹر مرسل صاحب کے گھر پہنچے۔ گھر پہنچنے پر بعض دوستوں نے حج کی مبارک باد دی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے واقعی نیکی کرنے کے بعد بھی ڈرتے رہنا یہ قبولیت کی نشانی ہے۔ حضرت جی نے حج کے کچھ واقعات سنائے اور حج سے متعلقہ باتیں بتائیں۔

## مشکل کا علاج:

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ مشکل و تکلیف کو مانگنا نہیں چاہئے مگر تکلیف آجائے تو اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے اور اس کے دور ہونے کی دعائیں کرتا رہے۔ مزید فرمایا، ہمارا حج تو بہت سہولت کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی مہربانیاں فرمائیں۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

## اسم اعظم کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے یہ بات انتہائی جوش سے فرمائی کہ میری یہ بات دل پر لکھ لینا کہ جب کشتی ڈوب رہی ہو اور اس وقت کوئی ظاہری سہارا بھی نہ ہو اس وقت اضطرار اور اضطراب میں نکلا ہوا ہر لفظ اسم اعظم بن جاتا ہے۔ نص صریح موجود ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ (مجبور کی دعا کون قبول کرتا ہے؟)

## زندگی میں بے برکتی کی وجہ کیا ہے؟

آج عجیب عجیب انداز سے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ ان فتنوں سے بچنے کا محفوظ ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ کہو اللہ اور باقی سب بھاڑ میں۔ زندگی میں فتنے اور معصیت ہوگی تو بے برکتی ہوگی۔ یہ ایسی چیز ہے جسے آپ رد نہیں کر سکتے۔ مَنْ عَمِلَ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ جو بھی برا عمل کرے گا اسے سزا ملے گی۔ اس آیت کو حضرت عائشہؓ بھی نہ سمجھ سکیں۔ صحابہؓ بھی نہ سمجھ سکے۔ اس آیت کی رو سے ہر گناہ کی سزا مل کر رہے گی۔ صحابہ کرامؓ بھی یہ سمجھتے رہے کہ جہنم میں جانا پڑے گا۔ مگر آیات الٰہی کے حقائق کو حضور ﷺ سمجھاتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی تکالیف چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔ تب صحابہ کرامؓ کو یہ آیت سمجھ میں آئی۔ یہ چیزیں بھی اچھی صحبت میں بیٹھ کر سمجھ میں آتی ہیں۔

## عمل اور قسم:

ارشاد فرمایا بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن پر آنکھیں بند کر کے قسم کھا سکتا ہوں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ جس نیک چیز یا عمل پر زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرو گے تو زیادہ سے زیادہ اس نیکی کی توفیق ملے گی۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

## اعمال اور قبولیت کا فرق:

حضرت جی نے ارشاد فرمایا، اعمال کا تعلق قابلیت سے نہیں قبولیت سے ہے۔ کئی دفعہ دیکھا کہ کئی امیروں کو حج کی توفیق نہیں ہوتی مگر کئی غریب کہ جن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا مگر وہ حج کر آئے۔ اس کے لئے وسائل نہیں

دیوانگی کی ضرورت ہے عشق کی ضرورت ہے۔

؎ لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

پہلے زمانے میں مسلمان حج کے لئے جاتے تھے تو سینکڑوں کافروں کو راستے میں مسلمان کر کے آتے تھے اب حال یہ کہ خود بدل کر نہیں آتے۔ جذبہ نہیں ہے اور اپنے کو بدلنے کی نیت سے نہیں جاتے، اگر ہر سال جتنے حاجی جاتے ہیں یہی بدل کر آجائیں تو دنیا میں انقلاب آجائے۔ حج کا صحیح مقصد پیش نظر نہیں ہوتا۔

؎ زائرین حرم سے کوئی پوچھے اقبال
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں

## حج میں جذبہ زیادہ دن قائم کیوں نہیں رہتا؟

لوگ سوال پوچھتے ہیں کہ شروع میں حج کے موقع پر جذبہ رہتا ہے مگر دو چار دنوں کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے جواب ارشاد فرمایا، بیٹری ہی اتنی تھوڑی چارج ہوتی ہے کہ بس تھوڑی ہی دیر میں ختم ہو جاتی ہے۔ اس راستے میں دیوانگی چاہئے اگر تھوڑا جذبہ ہوگا تو چند دنوں میں ختم ہو جائے گا۔

یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بردوش جا پہنچے مگر مرنا نہ سیکھا تھا
فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

جی کے سب دنیا میں مرتے ہیں
آپ نے مر کے جینا سیکھا دیا

## آب زمزم پیتے وقت کیا نیت کریں؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے سوال پوچھا کہ آب زمزم پیتے وقت کیا نیت کرنی چاہیے؟ کیونکہ آب زمزم پیتے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ مختلف دوستوں نے مختلف جواب دیئے جنہیں حضرت جی نے اکٹھا کرکے بیان فرما دیا کئی اور نیتیں کرنے کا بھی بتا دیا۔

ارشاد فرمایا، روحانی وجسمانی بیماریوں سے شفا کی نیت کرلیں، حوض کوثر سے جام ملنے کی بھی نیت کی جا سکتی ہے۔ اس کیفیت کے ساتھ آب زمزم پئیں کہ مرجھایا ہوا پودا ہوں اس میں ہریالی پیدا فرما اور میری شخصیت کی کوتاہیاں دور فرما، اس کے علاوہ ہر اچھی عادت کی نیت کی جا سکتی ہے۔

## دعا جلدی کیسے قبول ہوتی ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، ایک دعا کو مختلف پیرایوں میں مانگا جائے تو جلدی قبول ہو جاتی ہے۔ اس عاجز نے عرض کیا کہ آب زمزم پیتے وقت اکثر صحبت شیخ میسر رہنے کی نیت کرنی چاہیے۔ فرمایا ہاں یہ تو ہمیشہ مانگنے کی دعائیں ہیں لیکن کچھ خاص مواقع کی دعائیں ہوتی ہیں جو ان مواقع پر مانگی چاہیے۔

## دنیا کا سب سے اچھا پانی کونسا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے سوال فرمایا کہ دنیا کا سب سے افضل پانی

کونسا ہے؟ جواب فرمایا کہ جو پانی حضور ﷺ کی انگلیوں سے معجزہ کے طور پر نکلا تھا وہ سب سے افضل پانی ہے، دوسرے نمبر پر افضل پانی آبِ زمزم ہے۔ کیونکہ آبِ زمزم سے آپ کا سینہ مبارک دھویا گیا اور تیسرے نمبر پر حوضِ کوثر کا پانی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور منافق کے درمیان یہ واضح فرق ہے کہ منافق تھوڑا آبِ زمزم پیتا ہے اور مومن پیٹ بھر کر آبِ زمزم پیتا ہے۔

## رضائے الٰہی:

کسی نے عرض کیا اگر تمام دعاؤں کا ایک ہی مقصد رضائے الٰہی ہے تو پھر مختلف دعائیں کیوں مانگی جاتی ہیں؟ فرمایا مقصود رضائے الٰہی ہے باقی دعائیں اس کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ بعض اوقات خاص چیزوں کے لئے خاص جذبہ بنا ہوتا ہے تو خاص چیزیں مانگی جا سکتی ہیں۔ مقصود اللہ کی رضا ہے وہ اللہ والوں کی صحبت سے ملے گی۔ اس صحبت سے محبت الٰہی نصیب ہوگی جو رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔

## مجلس 25

# محبت اور عقیدت کا فرق

24\9\98 بعد فجر ایک دوست نے حضرت جی دامت برکاتہم سے عرض کی کہ کل فجر کے بعد سے عصر تک بیٹھا رہا ہوں مگر آپ نے وقت ہی نہیں دیا علیحدگی میں کچھ باتیں کرنی تھیں۔

## حضرت جی دامت برکاتہم کی مصروفیات:

حضرت جی نے فرمایا، ہمارے شیخ پیر غلام حبیبؒ آخری دور میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نے میرے سے بات کرنی ہے تو تین دن کا وقت لے کر آئے اس لئے کہ میں بہت مصروف ہوگیا ہوں۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، الحمد للہ یہ فقیر بھی اتنا مصروف ہوگیا ہے کہ آج دوپہر کا کھانا پانچ بجے شام کو کھایا ہے وہ بھی اس لئے کہ گھر والے بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا مصروف کر دیا ہے کہ آپ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ایک قریبی دوست ہے جن کے ہمارے خاندان کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں انہوں نے والدہ صاحبہ کے ذریعے کہلوایا کہ کوئی بات کرنی ہے، بڑی مشکل سے انہیں مصروفیات میں سے وقت نکال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی ایسی مصروفیات دی ہیں کہ بعض اوقات چوبیس چوبیس گھنٹے بھی کام کرنا پڑ

ہے۔
میری اہلیہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ وہ عورتوں کے مجمع کو کنٹرول کرتی ہیں حتیٰ کہ ایک دن کہنے لگیں کہ شاید میں تھک کر کر جاؤں گی بظاہر یہ کوئی کام نہیں لگتا حقیقت میں یہ بڑا کام ہے۔
رات کو 12-15 پر سویا ہوں 2 بجے آنکھ کھل گئی، اب سارا دن چلوں گا الحمدللہ۔ پھر اس ضمن میں فرمایا کہ ہمارے حضرت پیر غلام حبیبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اتنی عبادت کرو کہ خالق اور مخلوق دونوں کو تم پر ترس آنے لگ جائے۔
عالمی مصروفیات اتنی ہیں کہ بیرون ملک مستقل ادارے چل رہے ہیں ان کے لئے کتابوں کی ضرورت ہے، کبھی فلاں چیز لائیں، کبھی فلاں چیز کی ضرورت ہے یہ سب کچھ ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ ادارے چل رہے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے فضل وکرم سے ہو رہا ہے۔

## چھٹی کا دن:

ایک دن حبیب اللہ کہنے لگے کہ ہر ایک کے لئے چھٹی کا دن ہوتا ہے ابو جی! آپ کی چھٹی کا دن کونسا ہے؟ حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اب تو میرے مرنے کا دن ہی میری چھٹی کا دن ہوگا اس سے پہلے چھٹی ملنا مشکل ہے۔ اپنی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا فون اتنے آتے ہیں کہ ایک دن کان کو فون لگا لگا کر ہی ہاتھ تھک گیا، پونے دو گھنٹے مسلسل فون ہی فون آتے رہے۔ الحمدللہ رب العالمین

## عقیدت والے لوگ کون ہیں؟

لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب کو

خصوصاً متوجہ کیا کہ دیکھیں بھئی! آپ کو ایک نکتہ سمجھاؤں آپ کو بھی زندگی میں کام آئے گا۔ ایک عقیدت مندوں کا گروہ ہوتا ہے اور ایک محبت والوں کا گروہ ہوتا ہے۔ دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ عقیدت مند تو سارے ہی ہوتے ہیں یہ کچے دھاگے کی طرح ہوتے ہیں ذرا سا وسوسہ شیخ کے متعلق کسی نے ڈالا یا خود بخود دل میں آیا تو بس بکھر ہو گئے۔ اگر یہ دس دس گھنٹے آ کر بیٹھے رہیں پھر بھی اتنا ہی فیض ملے گا جتنا ان کا تعلق ہے، جتنی محبت ہے۔ یہ بات مثال سے شاید زیادہ واضح ہو جائے۔

پروفیسر قادری صاحب یہیں اسی شہر کے ہیں وہ سیاست میں آئے اس امید پر کہ تیسری بڑی جماعت ہم ہیں، لاکھوں لوگ سننے والے ہیں۔ خیال کیا کہ بس میرے سننے والے اتنے زیادہ لوگ ہیں۔ مستقبل کے وزیر اعظم کی امید لگ گئی۔ لوگوں نے ان سے بڑی دوڑ بھاگ کر نکٹیں لیں۔ یہ عقیدت مندوں کا مجمع تھا، محبت کرنے والوں کا مجمع نہ تھا۔ بس کچھ خوابوں کا تذکرہ ہوا لوگوں کو بدظنی ہوئی اور لوگ بکھر ہو گئے۔ یہ سارے عقیدت مندوں کا گروہ تھا انہوں نے محبت والے سمجھ لیا تھا اور ناکام ہو گئے۔

فیصل آباد کے ایک عالم تھے۔ الیکشن پر دو بڑی پارٹیاں کھڑی تھیں اور تیسرے وہ عالم تھے ووٹروں کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ وہ ووٹ اپنا مفاد اور اثر دیکھ کر دیتے ہیں۔ اس عالم نے سوچا کہ میرے پیچھے 3000 لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ہر گھر میں سے تین تین ووٹ بھی ملیں تو نو ہزار ووٹ میرے پکے ہیں۔ حالانکہ انہیں غلطی لگی وہ محبت کرنے والے نہ تھے عقیدت مند تھے اور وہ عالم ہار گئے اور سو سے کم ووٹ ملے۔

## محبت والے لوگ کون ہیں؟

ایک جامعہ محمدیہ والے بزرگ تھے۔ الیکشن میں لوگ آپ کے لئے خود ہی پیسے لگاتے تھے، خود ہی اشتہار لگاتے تھے۔ لوگ ہی انکی Compain چلاتے تھے۔ اس علاقے میں میرے بھائی ریٹرننگ افسر تھے۔ وہ کہتے ہیں انہیں ووٹ بھی ملتے تھے اور نوٹ بھی ملتے تھے۔ صندوقچیوں میں سے ہزاروں نوٹ نکلتے تھے کیونکہ وہ بزرگ اس علاقے میں لسی والے پیر کہلاتے تھے۔ عورتیں کہتیں کہ ہم لسی والے پیر کو ووٹ دیں گی۔ نہ وہ ووٹر بکتے تھے نہ اپنے مفادات کا خیال رکھتے تھے بلکہ محبت کی وجہ سے اس بزرگ کو ووٹ دیتے تھے کیونکہ وہ محبت والے لوگ تھے۔

حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک والے ساری عمر الیکشن جیتتے رہے حتیٰ کہ جن دنوں بھٹو نے سارے ملک میں جھاڑو پھیر دیا تھا وہ پھر بھی جیت گئے تھے۔ بھٹو کو جب وہ نواب ملے جوان کے مقابلے میں ہارے تھے تو انہوں نے کہا کہ تو نواب ہو کر ہار گیا ہے۔ اس نے کہا، میں کیا کرتا مجھے بھی تو نے ایک پیغمبر کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔ یہ مولانا کے ساتھ محبت والوں کا گروہ تھا اس لئے وہ بغیر محنت کے بھی جیتتے رہے۔

## محبت اور عقیدت والوں میں فرق:

محبت والے اور عقیدت والے لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ عقیدت والے کے شہر میں کوئی اور بزرگ آئے تو وہ ان سے بھی متاثر ہو جائیں گے اور پہلے کا بتایا ہوا ذکر چھوڑ کر اس کا ذکر شروع کر دیں گے۔ عقیدت والے لوگ شیخ

کے بھی معمولات کریں گے اور دوسروں کے بتائے ہوئے بھی کریں گے۔ عقیدت والے لوگ شیخ سے مشورہ کئے بغیر فلاں کتاب میں وظیفہ پڑھا ہے تو 54 دفعہ قل پڑھتا ہوں اور لاحول کی دو تسبیح پڑھتا ہوں، بھلا ایسے اشخاص کو کہیں سے کیا ملے گا، اسے کیا فائدہ ہوگا کہ ایک ڈاکٹر کی دوائی استعمال کرنے کے دوران کسی اور ڈاکٹر کی دوائیاں استعمال کرتا پھرے۔ عقیدت والے کی دوسری پہچان یہ ہے کہ ساری زندگی پیر کو تولتا رہے گا اور شک کی نظر سے دیکھتا رہے گا اور دل ہی دل میں اس کا امتحان کرتا رہے گا۔

ع میری ہر نظر تیری منتظر
تیری ہر نگاہ میرا امتحان

یہ مرید عقیدت مند کی حالت ہے بعض تھوڑے دنوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور بعض اتنے قریب لیکن محبت نہ کرنے کی وجہ سے فیض اتنا ہی پاتے ہیں جتنی محبت ہوتی ہے۔

## محبت والے کی مثال:

پچھلے دنوں کسی میاں بیوی کا فون آیا کہ پچھلے 10 سال سے متواتر ہماری میاں بیوی کی کبھی تہجد فوت نہ ہوئی۔ ہر مصروفیت ہوتی ہے، دیس بھی، پردیس بھی، گرمی بھی، سردی بھی مگر تہجد کے پابند ہیں کئی دوسرے ہیں کہ تکبیر اولیٰ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ عقیدت مند کچے دھاگے کی طرح ہوتا ہے کہ فوراً ٹوٹتا ہے اور محبت والا موٹی تار کی طرح ہوتا ہے۔ جتنی موٹی تار ہوگی اتنا ہی کرنٹ آئے گا اگر کچے دھاگے کی طرح تعلق ہے تو وہ جلد ہی ٹوٹ جائے گا۔

## محبت والوں کی کیا دلیل ہوتی ہے؟

وہ پہلے سوچتے ہیں شیخ سنت کے پابند ہیں یا نہیں۔ جب وہ آزما لیتے ہیں تو پھر ان کا تعلق نہ دلیلوں کا محتاج ہوتا ہے اور نہ کسی کی تنقید سے متاثر ہوتا ہے۔ حضرت شیخ شبلیؒ کا واقعہ اپنے شیخ کے ساتھ محبت والوں کی دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ اندلسیؒ عیسائیوں کی بستی سے گزر رہے تھے اور کنویں پر وضو کرنے گئے، ایک عیسائی لڑکی پر نظر پڑی اور مریدین سے کہا کہ میرے پاس تمہارے لئے کچھ نہیں، جاؤ گھروں کو چلے جاؤ، مرید اٹھے یا نہ اٹھے وہ گاؤں کی طرف اٹھ کر چلے گئے۔ لڑکی کے والد عیسائی سردار سے بات کی۔ اس نے کہا، ہمارے سؤر چرانا پڑیں گے۔ اگر کوئی ہم جیسا ہوتا تو کہتا کہ تھا ہی ایسا، جی ہم نے دیکھا انہوں نے خود منہ سے کہا تھا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت شبلیؒ محبت والے تھے چنانچہ دو سال گزرنے کے بعد وہ پھر شیخ کی طرف چلے۔ انہوں نے سوچا کہ جب کسی کی زندگی میں تقویٰ طہارت اتباع سنت دیکھ لیا پھر شک کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ایک عرصہ کے بعد دوبارہ وہ حضرت شیخ کے پاس پہنچے وہ سؤر چرا رہے تھے۔ حضرت شبلیؒ نے پوچھا، کچھ قرآن یاد ہے؟ تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ صرف ایک آیت یاد ہے۔ مَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (جس کو اللہ ذلیل کر دے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں) پھر پوچھا، کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک حدیث یاد ہے۔ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (جو بندہ اپنے دین کو بدل دے اس کو قتل کر دو) حضرت شبلیؒ رو پڑے اور حضرت عبداللہ اندلسیؒ بھی رو پڑے اور کہا، اے اللہ! میرا تیرے متعلق یہ گمان ہرگز نہ تھا۔ حضرت شبلیؒ وہاں سے چل پڑے اور ایک نہر کے کنارے

دیکھا کہ حضرت شیخؒ نہا کر کھڑے ہیں۔ پوچھا، حضرت! یہ کیا معاملہ ہے؟
حضرت شیخؒ نے فرمایا آزمائش ہوگئی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا یہ عیسائی
کتنے بے وقوف ہیں کہ یہ صلیب گلوں میں لٹکائی ہوئی ہے بس اسی پر پکڑ
ہوگئی۔ ابدال سے اوپر کے مقام پر اگر وسوسہ بھی آجائے تو پکڑ ہو جاتی ہے کہ
دل میں یہ خیال کیوں آیا اس پر بھی پکڑ ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی صحبت میں ایک عالم بیٹھتے تھے
انہوں نے حضرت شیخ سے پوچھا کہ اس شعر کا کیا مطلب ہے؟

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز رسم و راہ منزلہا

(مربی کامل کے کہنے پر اپنے مصلیٰ کو شراب سے رنگین کر لو کیونکہ راہ
حق پر چلنے والا منزل کے طور طریقوں سے بے خبر نہیں ہوتا)۔

حضرتؒ نے اس عالم کو فرمایا کہ یہ لو پیسے اور طوائفوں کے اڈے پر جاؤ
اور شب باشی کرو۔ وہ عالم حیران ہیں کہ میں کیا کروں۔ دوسرے دن پھر
آئے، حضرتؒ نے اور پیسے دیئے اور کہا، آج ضرور جانا۔ وہ عالم طوائفوں
کے اڈے پر گئے اور کہا کہ کوئی باکرہ لڑکی چاہیئے اسے ایک کمرے میں بھیج دیا
گیا۔ آگے کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی جوان بیٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ بیٹی فوراً گلے لگ
کر رونے لگی۔ قصہ پوچھا کہ آپ یہاں کیسے پہنچی؟ بیٹی نے کہا تین دن پہلے
آپ نے رخصت کیا تھا تو ڈاکوؤں نے راستے میں لوٹ لیا۔ قافلہ لوٹ آیا
اور مجھے یہاں چکلے میں پہنچا دیا گیا۔ وہ مولانا فرمانے لگے تب مجھے یہ شعر سمجھ
آیا۔

حضرت جی دامت برکاتہم نے اپنا واقعہ سنایا کہ دفتر میں ایک آدمی تھا اس نے کہا فلاں جگہ میرے گھر کے ساتھ والے گھر میں آپ کے پیر صاحب آئے تھے ایسے اونچے لمبے سفید رنگ کے تھے۔ اس نے کہا، اچھے تھے مگر وہ بے پردہ عورتوں کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ لیکن میں نے کہا کہ وہ میرے شیخ نہیں ہو سکتے۔ کچھ دن بعد وہی آدمی آیا اور کہا کہ وہ آپ کے شیخ نہ تھے وہ کوئی اور پیر تھے۔ اگر میں اس وقت بدگمان ہو جاتا تو میں تو تباہ ہو جاتا۔ ہم نے جب اچھی طرح شیخ کو دیکھ لیا جانچ لیا اب بدگمانی کی کیا ضرورت ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، فرض کریں اگر حضرت شیخ کسی عورت کے ساتھ بھی لیٹے ہوئے ہوں تو بھی ہم کہیں گے کہ آنکھوں کا دھوکہ ہے ہمارے شیخ تو قرآن وسنت پر استقامت والے ہیں۔

حضرت مولانا مشتاق صاحب حافظ بخاری ہیں انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ انہوں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ گول سفید ٹوپی پہنے ہوئے ہیں۔ صبح کے وقت حضرت جی دامت برکاتہم مولانا مشتاق صاحب کے ہاں تشریف لے گئے اور حضرت جی دامت برکاتہم نے بھی ویسی ہی سفید ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ آپ کا حضور ﷺ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اور مولانا مشتاق صاحب حضرت جی سے بیعت ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے واضح اشارہ ملا تھا کہ آپ سے بیعت ہو جاؤں۔ فرض کریں اب اگر کوئی فرشتہ بھی اتر آئے اور آپ سے بدظن کرے تو الحمد للہ بدظنی نہ ہوگی۔

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ عاجز اپنے شیخ سے کہا کرتا تھا کہ

مختلف جگہ بیان کرتا ہوں تو بہت لوگ بیعت ہوتے ہیں ۔ میرے حضرت جی غلام حبیبؒ نے فرمایا تھا شیخ کا مقبول رسول اللہ کا مقبول ، اللہ کا مقبول اور عباد اللہ کا مقبول ہو جاتا ہے ۔

اگر عقل اپنی بیمار ہو تو نقص پیر میں نظر آتے ہیں اس لئے اپنی عقل درست کرے اور پیر کے ساتھ عشق و محبت کا معاملہ رکھے پھر دیکھیں کتنا فیض پہنچتا ہے ۔ یہ بدظنی اور بدگمانی قریب نہیں آتی اس لئے اللہ تعالیٰ سے محبت کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے ۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں

اکثر لوگ اس مجلس سے متاثر ہوئے اور رو رہے تھے بڑی ہی عجیب غریب مجلس تھی ۔

مجلس 26

# نعمتیں

## تین نعمتیں:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین نعمتیں عطا کی ہیں۔ قلب، عقل اور نفس

## ① قلب

قلب انسان کے جسم کا صدر مقام ہے۔ پورے اعضاء کا کنٹرول انسان کے قلب کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ اس کی جگہ انسان کے سینے میں بائیں پسلیوں کے نیچے ہے۔ یہ ایک صنوبری رنگ کا لوتھڑا ہے جو خون کو پمپ کرتا ہے۔ اس کے اندر روح کی مانند ایک لطیف چیز ہے جو مکیں ہے جب کہ یہ مکان ہے۔ قلب کے اندر جو وہ لطیف چیز ہے وہ عالم امر سے آئی ہوئی ہے۔ اس قلب کو اللہ تعالیٰ نے جذبات کا مقام بنا دیا ہے مثلاً محبت کا جذبہ، نفرت کا جذبہ، جذبات کی لہریں انسان کے دل سے اٹھیں گی۔ اگر کوئی بہادر ہو یا بزدل ہو تو اس کی لہریں اس کے دل سے اٹھیں گی۔ خوشی یا غمی کا مرکز دل ہے باقی اعضاء اس کی اطاعت کرتے ہیں

؎ دل دریا سمندروں ڈونگے
تے کون دلاں دیاں جانے ہو

قلب انسانی حوض کی مانند ہے اس میں جذبات پیدا ہوتے ہیں، بڑھتے ہیں، پرورش پاتے ہیں۔

## ② عقل

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس کے بارے میں کئی احادیث نقل کی ہیں۔ جس کا مفہوم ہے کہ عقل کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ سر کے اندر بھیجا ہے اس کے اندر عقل ہوتی ہے اور یہ انسان کے خیالات کا منبع ہے۔ اب جیسے جذبات دل میں ہوں گے ایسے خیالات اس کے دماغ میں آئیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عقل کو دل کا تابع بنایا ہے۔

؎ بہتر ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

انبیا کرام نے محنت کا میدان دل کو بنایا ہے انہوں نے شاخوں کو نہیں پکڑا اصل جڑ کو پکڑا ہے، اصل کو محنت کا میدان بنایا ہے۔ نفسیاتی طریقہ اصلاح میں دل اور عقل کا آپس میں ربط ہوتا ہے۔ جیسے جذبات دل میں ہوتے ہیں ایسے ہی خیالات عقل میں آنے لگتے ہیں اور اس طرح دماغ میں جو خیالات زیادہ رکھے جاتے ہیں وہ بالآخر جذبات بن جاتے ہیں۔ شروع شروع میں اچھے خیالات رکھنا تکلفاً ہوتا ہے مگر بعد میں یہ عادت ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی شخص تکلفاً نیکوں کے ساتھ رہے گا بالآخر نیک بن جائے گا۔ اسی طرح اگر بروں

کے ساتھ بیٹھے گا تو بہت جلدی برا بنتا چلا جائے گا۔ اگر کوئی فضول کہانیاں اور ناول پڑھے گا تو سوچ بھی فضول اور پریشان کن ہوتی چلی جائے گی۔ مثلاً اگر کوئی ڈائجسٹ میں ایک مضمون تین عورتیں تین کہانیاں پڑھنا شروع کردے گا تو چوتھی کہانی خود بن جائے گا۔ اس لئے نوجوان حضرات سیکس کی کہانیاں پڑھنے سے پرہیز کریں خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر کوئی قرآن پڑھے گا، اچھی کتابیں پڑھے گا، رقت آمیز اور خشیت الٰہی پیدا کرنے والی کتابیں پڑھے گا تو اس میں اچھے جذبات پیدا ہوں گے اور اگر جنسی کہانیاں پڑھے گا تو شہوانی اور شیطانی خیالات آنے شروع ہوجائیں گے اس کے بعد اچھے خیالات لانا مشکل ہوتا جائے گا۔

## وساوس کا علاج:

دماغ کی حیثیت چوراہے کی طرح ہے اور سالک کی حیثیت ٹریفک پولیس کی طرح ہوتی ہے وہ ٹریفک کو پاس کرتا ہے۔ اگر ٹریفک مین ہر وقت ٹریفک کو جام کئے رکھے تو اس کی تو وردی اتر جائے گی اسی طرح سالک بھی ذہن میں دنیا کے خیالات کو جام کئے رکھے تو اپنے مقام سے گر جائے گا۔ یہ نکتہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ خیالات کو لانا برا ہے خیالات کا آنا برا نہیں ہے۔ خیالات کو دل میں جمانا برا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ خیالات کا آنا جانا نہ بناتے تو انسان کی زندگی کی گاڑی رک جاتی مثلاً بیوی نے سبزی لینے بھیجا اور راستے میں دوست عبدالشکور مل جاتا ہے اور اس سے باتیں شروع ہوجاتی ہیں مگر تھوڑی دیر بعد سبزی لینے کے خیالات آتے رہتے ہیں یہ خیالات آنے کا سسٹم آٹومیٹک سسٹم ہے۔ اس کو کہتے ہیں خیالات کا بار بار آنا اور یہ رحمت ہے کیونکہ اس سے کام کی یاددہانی ہوتی

رہتی ہے۔ مثلاً بیوی نے آپ کو کوئی بات بتانی ہو تو وہ گھر کے کام بھی کرتی رہے گی مگر اسے بار بار آپ کو بات بتانے کے خیالات بھی آتے رہیں گے۔ جب خاوند گھر آئے گا وہ بات بتائے گی تب اس کو سکون ہو گا۔ گویا خیالات کا بار بار آنا رحمت ہے مگر غلط خیالات کا بار بار آنا برا ہے۔ برے خیالات کا لانا بھی برا ہے، برے خیالات کو شروع میں ہی جھٹک دینا چاہئے۔ برے خیالات اور وساوس کا علاج یہ ہے کہ ان کی طرف توجہ ہی نہ دے۔ ان کی طرف التفات ہی نہ کرے، ان خیالات میں الجھنے کی کوشش ہی نہ کرے۔

## توجہ کس طرح بدلی جائے؟

اگر کسی طالبعلم کا رزلٹ آ جائے اور پتہ چل جائے کہ فلاں دوکان پر گزٹ ہے اور وہاں نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ وہ بازار میں اس دکان کی طرف جائے گا۔ اگر اس سے پوچھا جائے راستے میں کیا کیا دیکھا؟ تو وہ کہے گا کہ میں نے راستے میں چیزوں کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔ مجھے تو اپنے رزلٹ کا شوق تھا کہ دیکھیں میرا کیا بنتا ہے۔ اس طرح سچے سالک کو بھی ہر وقت اپنی آخرت کی فکر لگی رہتی ہے دیکھیں آخرت میں میرا کیا نتیجہ نکلتا ہے لہٰذا وہ عام باتوں میں الجھتا ہی نہیں۔

## خیال کو کس طرح بدلا جائے؟

ایک سالک نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ بازار میں سے بھلا کیسے بغیر ادھر ادھر توجہ کئے گزرا جا سکتا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ یہ دودھ کا پیالہ بازار سے گزر کر فلاں آدمی کو دے آؤ اور دیکھنا دودھ گرنے نہ پائے۔ ساتھ ایک اور آدمی بھی کر دیا کہ اگر دودھ گرے تو اسے ایک تھپڑ رسید کرنا۔ یہ شخص پیالہ اپنی

منزل پر پہنچا کر واپس آیا۔ شیخ نے پوچھا، راستہ میں کیا کیا دیکھا۔ عرض کیا کہ کچھ نہیں دیکھا۔ دودھ کا خیال رہا یا تھپڑ لگنے کا خیال رہا۔ اگر ذمہ داری کا شدید احساس ہو تو خیالات ادھر ادھر کم بھٹکتے ہیں یا پھر ذمہ داری کا خوف ہو کہ پوچھ گچھ ہوگی تو خیالات نہیں بھٹکتے۔

## چیزیں یاد رکھنے کا اصول:

ارشاد فرمایا یہ بات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ جب انسان کوئی چیز یاد کرتا ہے تو تین ماہ تک وہ چیز دماغ کا حصہ رہتی ہے اگر اس دوران وقتاً فوقتاً یاد کرتا رہے گا تو یاد رہے گا ورنہ تین ماہ کے بعد بھول جائے گا۔ مثلاً کسی نئے شخص سے واقفیت ہو جائے پھر تین ماہ تک نہ ملو یا نہ یاد آئے دو تین ماہ بعد خود بخود بھول جائے گا۔ اسی طرح نیک بننے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ ہر قسم کی برائی کو ذہن سے نکال دیا جائے۔ تو اس طرح برائی آسانی سے ختم ہو جائے گی۔

سلمان رشدی مردود نے کتاب لکھی اور بہت ہی بری کتاب لکھی۔ کتنی کتابیں یورپ میں اسی طرح کی لکھی جاتی ہیں مگر وہ وہیں ختم ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ ان کا تذکرہ نہیں کیا جاتا اس لئے وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ رشدی کو ایرانیوں نے اچھالا اور شور مچایا اور قتل کا فتویٰ دے دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ کا کوئی ہی بندہ ہوگا کہ جس نے یہ کتاب نہ پڑھی ہو، ہم نے بھی یہ کتاب پڑھی تا کہ اس کا جواب تو دے سکیں۔ آسان طریقہ اس کو ختم کرنے کا یہ تھا کہ اس کی طرف توجہ نہ دی جاتی وہ اپنی موت خود ہی مر جاتا۔ کتنے ہی لوگ اس طرح کے ہیں کہ انہیں بھلا دیں تو اپنی موت خود ہی مر جاتے ہیں رشدی ملعون تو زیرو تھا اب وہ ہیرو بنا پھرتا ہے۔

## پرسکون زندگی:

اگر بیوی کوئی سخت بات کہہ دے تو آپ خاموش ہو جائیں، چپ ہو جائیں تو معاملہ وہیں دب جائے گا۔ لڑائی جھگڑا آگے نہیں بڑھے گا۔ چند دن میں یہ بات ہی ختم ہو جائے گی۔ یہ پکا اصول ہے کہ جس بات کو ختم کرنا ہے اسے بھول جاؤ وہ بات، وہ جھگڑا، وہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ پرسکون زندگی بسر کرنے کا یہ آسان طریقہ ہے۔

## عقل بھی نعمت ہے:

ارشاد فرمایا دماغ خیالات کا پروسیسر (processor) ہے۔ انسانی عقل بھی نعمت ہے کیونکہ انسان کو اس کے ذریعے حیوانوں پر برتری دی گئی ہے۔ انسان کے جسم میں عشق کا برتن دل ہے اور عقل کا برتن دماغ ہے۔ ہمیں عقل کو بھی بڑھانا چاہئے، معصیت سے پاک زندگی گزارنے سے عقل بہت ترقی کرتی ہے

## سچا عالم اور سچا پیر کون ہے؟

ارشاد فرمایا کہ جس کی عقل تیز ہو وہ بڑی جلدی سے سلوک طے کرتا ہے۔ حضرت امام حسن بصریؒ عقل میں بہت بڑھے ہوئے تھے اس لئے سلوک بھی بڑی جلدی طے کیا۔ جو لوگ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ کا ہر وقت نعرہ لگاتے ہیں تو انہوں نے تصوف کیا سیکھنا ہے۔ بعض کہتے پھرتے ہیں

علموں بس کریں او یار

علم تو جہالت کا الٹ ہے علم تو نور ہے۔ سچے پیر کی یہ علامت ہے کہ وہ علما کا قدردان ہوگا اور سچے عالم کی یہ نشانی ہے کہ وہ پیروں کا قدردان ہوگا۔ جعلی

ور کے پاس بیٹھو گے تو وہ علما کی مذمت کرے گا اور دنیا دار عالم کے پاس بیٹھو
گے تو وہ پیروں کی مذمت کرے گا۔

## ③ نفس

ارشاد فرمایا عام آدمی تو نفس کو مصیبت و آفت سمجھتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے
کہ بعض منازل جو انسان اپنے قلب کے ذریعے طے نہیں کر سکتا تو وہ اپنے نفس
کے ذریعے طے کرتا ہے۔ نفس انسانی درحقیقت خواہشات نفسانی کا مقام ہے۔
ہر اچھی بری خواہش نفس میں ہو گی۔ اچھی خواہش یہ کہ میں حافظ، عالم، مجاہد،
عارف بن جاؤں کہ مجھے نیک خوبصورت بیوی مل جائے۔ یہ خواہشات نہیں
نیک تمنائیں ہیں۔ بری خواہش بھی نفس میں ہو گی وہ یہ کہ میرا لوگوں پر دبدبہ
ہو، رعب ہو، دنیا کا کثیر مال ہو، نفس کا بندہ دنیا کی خواہشات اور چیزیں
مانگے گا۔ کیا وہ یہاں مستقل رہنا چاہتا ہے؟ نیک لوگوں کی تمنائیں نیک ہوتی
ہیں برے لوگوں کی تمنائیں بری ہوتی ہیں۔ انسان کی اچھائی برائی کا فیصلہ اس
کی تمناؤں اور خواہشات پر ہوتا ہے۔ یہ نہ دیکھا کرو کہ کون کیا ہے؟ یہ دیکھو
کہ کون کیا کرنا چاہتا ہے؟ مثلاً بعض لوگوں نے زنا نہیں کیا ہوتا مگر ہر وقت نیت
رکھتا ہے یہ برا ہے۔ جس نے بری نظر ڈالی وہ برا بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسی
لیے حضرت ذوالنون مصریؒ نے کہا تھا کہ تقویٰ تو یہ ہے کہ جب خیالات کو
طشتری میں رکھ کر سر بازار پھرائیں تو کوئی مذمت کا پہلو نہ نکلے۔ عام آدمی
برے کاموں پر روتا ہے مگر سالک برے خیال آنے پر بھی شرمندہ ہوتا ہے۔
دوسری سوچ پر بھی یہ خیال کرتا ہے کہ میں رب کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

## اصلاح کے دو طریقے:

ارشاد فرمایا کہ اصلاح کے دو طریقے ہیں۔

① ایک یہ کہ دل پر محنت کریں تو خیالات صحیح ہو جائیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں دل پر زیادہ محنت کرتے ہیں تاکہ خیالات پاک ہو جائیں۔

② دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نفس پر محنت مجاہدہ کریں اور خیالات درست ہو جائیں۔ دوسرے سلاسل کے لوگ نفس سے ابتدا کرتے ہیں۔

ایک آدمی نے حضرت حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکی سے سوال کیا کہ نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت ہو جاؤں یا چشتیہ سلسلہ میں بیعت ہو جاؤں؟ حضرت حاجیؒ صاحب نے اس سے پوچھا کہ ایک کھیت ہے اس سارے کو صاف کر کے بیج ڈالو گے یا جتنا صاف ہو جائے اتنے ہی میں بیج ڈالتے جاؤ گے؟ اس نے کہا کہ زندگی کا کیا بھروسہ ہے جتنا صاف ہوتا جائے گا اتنے میں ہی بیج ڈالتا جاؤں گا۔ فرمایا جاؤ نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت ہو جاؤ، نقشبندیہ کا یہی طرز ہے۔

## اصلاح دل اور اصلاح نفس:

ارشاد فرمایا دوسرے سلاسل میں عالم خلق سے محنت کی ابتدا کرتے ہیں اور عالم امر تک پہنچتے ہیں۔ مگر ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں عالم امر سے شروع کرتے ہیں جس کے ضمن میں عالم خلق (نفس) وغیرہ کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے اِنْدِرَاجُ الْبِدَایَۃ فِی النِّھَایَۃ ہے۔ آپ دل کی اصلاح کرتے ہیں اور نفس کی اصلاح خود بخود ہو جاتی ہے۔ دل کے ذریعے اصلاح مختصر (Shortcut) راستہ ہے۔ دل کی اصلاح کے لئے اتباع سنت سب سے زیادہ اہم ہے۔

## سنت کا مجاہدہ:

ارشاد فرمایا، یاد رکھیں! سب مجاہدات میں مشکل مجاہدہ ہر حال میں سنت پر عمل کرنا ہے۔ بہت عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جو کہ 16 سال سے روزے رکھ رہے تھے۔ کسی نے کہا، یہ بہت بڑا مجاہدہ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا، اس بزرگ سے کہو کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے۔ اس بزرگ نے کہا کہ یہ زیادہ بڑا مجاہدہ ہے۔ یہ ابھی مجھ سے ہونا مشکل ہے کیونکہ یہ سنت طریقہ ہے۔ مجاہدات میں سب سے بڑا مجاہدہ سنت کے مطابق عمل کرنا ہے۔ خود ساختہ مجاہدوں سے اگر تولہ بھر اصلاح ہوتی ہے تو سنت مجاہدہ سے من بھر اصلاح ہو جاتی ہے۔

## روحانی محنت کا صحیح انداز:

ارشاد فرمایا نفس، دماغ، دل تینوں کا آپس میں ربط ہے مثلاً درخت کی: ہر شاخ، پھل پھول سب کا آپس میں ربط ہوتا ہے۔ غذا کو پہنچانے کے لئے سب سے صحیح اور مناسب طریقہ یہی ہے کہ غذا جڑوں کو پہنچا دی جائے تو پورے درخت کو پہنچ جائے گی۔ اگر پانی پتوں کو لگایا جائے یا چھڑکا جائے تو غذا تو پہنچ جائے گی مگر مناسب طریقہ نہیں ہے اور غذا بھی پوری نہیں پہنچے گی۔ اسی طرح روحانی غذا دل کو پہنچا دی جائے تو کام جلدی ہو جاتا ہے اس لئے مشائخ دل پر زیادہ محنت کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا، مشائخ متقدمین میں سے سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ دل چاہتا ہے کہ دودھ پیوں مگر نفس کی مخالفت کروں گا اور نہیں پیوں گا۔ مگر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ دونوں سلاسل نقشبندیہ اور چشتیہ کے جامع تھے اس لئے

انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے فرمایا کہ پانی ٹھنڈا پیا کرو اور کھانا گرم کھایا کرو تاکہ دل سے شکر نکلے۔

## مشائخ نقشبندیہ کا طریقہ:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ کھانا بھی اچھا کھاؤ مگر کام بھی اچھے کرو۔ ہم کہتے ہیں کہ جو روٹی نہیں کھائے گا تو پھر وہ دوائیاں ہی کھاتا پھرے گا۔ ہم آئس کریم کھانے کو اور پیپسی کولا پینے کو منع نہیں کرتے مگر یہ بھی کہتے ہیں کہ اچھا کھا مگر کام اچھی طرح سے کر۔

یہ امریکہ والے دوست بیٹھے ہیں، آئس کریم کے اتنے شوقین ہیں کہ ایک دفعہ کیا دیکھا کہ یہ سہیل صاحب 2 بجے رات کو جیکٹ وغیرہ پہن کر باہر جانے کے لئے تیار ہو رہے ہیں باہر برف پڑی ہوئی ہے۔ پوچھا، بھئی! اس وقت اتنے اہتمام سے کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے کہ آئس کریم لینے جا رہا ہوں۔ ماشاء اللہ۔ ہماری شرط ہے کہ سب نوجوان اچھے کام بھی اتنے ہی اہتمام سے کریں۔

## بدعتی کی نحوست:

ارشاد فرمایا دل **Transmeter** بھی ہے اور **Receiver** بھی ہے۔ یہ پیغامات بھیجتا بھی ہے اور وصول بھی کرتا ہے۔ دل کے اندر ایسا **Receiver** ہے کہ وحی اور الہام کو وصول بھی کرتا ہے اور پھر آگے **Transmit** بھی کرتا ہے۔ یہ دل کی عجیب خصوصیت ہے کہ پیغامات وصول بھی کرتا ہے اور آگے پہنچاتا بھی ہے۔ ہمارے دادا پیر فرمایا کرتے تھے کہ تہجد میں جب توجہات ڈالتا ہوں تو بعض لوگوں کی طرف جب توجہ جاتی ہے اور ان

کے دل اس کو وصول نہیں کرتے تو مجھے آواز آتی ہے کہ ان کے دل میں ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ حضرت دادا پیر نے غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ وہ لوگ تھے جو بدعقیدہ اور بدعتی لوگوں کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک خادم تھے۔ ان کا بھائی قریب المرگ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے پوری قوت کے ساتھ توجہ ڈالی مگر اثرات ظاہر نہیں ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ کیا بات ہے ان پر اثرات کیوں نہیں ہوئے؟ الہام ہوا کہ یہ شخص کفار سے محبت رکھتا ہے۔ اگر گناہگار ہوتا تو ہم تمہاری توجہ کی وجہ سے اس پر مہربانی فرما دیتے مگر کفار کی محبت کی نحوست کو تو جہنم کی آگ ہی دور کرے گی۔

## ناجنس کی محبت کی نحوست:

ارشاد فرمایا مشرک، کافر، بدعتی، غافل ان تمام کو ناجنس کہتے ہیں ان سے بچنا ضروری ہے یہ اس طرح خطرناک ہیں جیسے کہ سانپ خطرناک ہوتا ہے۔ سانپ ڈس کر تمہارا جسم ختم کر دیتا ہے تو یہ تمہاری روح کو ڈس کر جہنم میں پہنچا دیں گے۔ بدعتی کو آتے دیکھو تو راستہ چھوڑ دو ورنہ کم از کم دل میں بیزاری کا اظہار تو ضرور ہونا چاہیے تاکہ اس کی بدعت کی نحوست سے بچ سکو۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں کہ بدعتی جس شہر میں رہتا ہے اس شہر کو چھوڑ دو ایسا نہ ہو کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس سے انسیت ہو جائے جو کہ ایمان کا بیڑا غرق کر دے گی۔ بدعتیوں کی نحوست سے بچنے کا آخری درجے میں حل یہ ہے کہ ان کی بدعت کی نحوست سے بچنے کی دعائیں بھی کرتا رہے۔

## کونسی کتابیں پڑھیں؟

ارشاد فرمایا کہ میں اپنے دوستوں کو کہتا رہتا ہوں کہ جس طرح بری صحبت، ناجنس کی صحبت اثر کرتی ہے اسی طرح غیر جنس مصنفین کی کتابیں بھی انسان پر بہت زیادہ اثر کرتی ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جو کتاب ہاتھ لگی اسے پڑھنے لگ گئے بلکہ ٹائٹل دیکھو یا نہ دیکھو مگر مصنف کو ضرور دیکھو کہ کس کی لکھی ہوئی ہے۔ اپنے اکابر کی کتابیں پڑھنا بہتر ہے۔ اگر سالک کی تکمیل نہیں ہوئی تو پہلے اپنے نقشبندی مشائخ کی کتابیں پڑھنا بہتر ہے۔ اپنے شیخ کی کتابیں پڑھنے سے سب سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے کیونکہ شیخ سے محبت و عشق کا تعلق ہے جس سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ سالک کو چاہئے کہ شیخ کی کتابوں میں سے بھی آداب شیخ کے استحضار کی خاطر آداب پر سب سے زیادہ توجہ رکھنی چاہئے۔

## حضرت تھانویؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیسا ہے؟

کسی دوست نے سوال کیا کہ حضرت تھانویؒ کی کتابیں پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیونکہ وہ حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ تھے اور حضرت حاجی صاحبؒ نقشبندی بھی تھے اس لئے ان میں دونوں نسبتیں آگئی تھیں۔ حضرت تھانویؒ کے کاموں میں بیان القرآن میں مسائل تصوف کا کام (Land-Mark) بہت اعلیٰ ہے۔

## مشائخ نقشبندیہ کی کتب:

ارشاد فرمایا، دوسرے سلاسل کے مشائخ کی کتابیں پڑھنے سے پہلے اپنے مشائخ کی کتابیں تفصیلات سے پڑھنی چاہئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ نقشبندی

نسبت کافی مضبوط ہو جائے گی۔ بلا ضرورت دوسروں کی ملاقات سے محتاط رہنا زیادہ فائدہ مند ہے پہلے خود پکا ہو تو پھر دوسروں پر اثر ہوگا۔

## ٹیلی پیتھی کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، ایک آدمی کے ذہن کے خیال کو دوسرے تک بغیر کسی ظاہری ذریعہ کے پہنچانا ٹیلی پیتھی کہلاتا ہے۔ یورپ کے لوگ اس پر بہت کام کر رہے ہیں۔ وہاں اس کے کامیاب تجربات ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خیالات میں بڑی طاقت رکھی ہے۔ حدیث قدسی کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ میں بندے کے خیال کے مطابق فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے۔ جب بندہ بار بار کسی خیال کو پکاتا ہے تو وہ خیال بھی پھر آگے دوسرے آدمی کے ذہن میں پیدا ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ تجربہ ہے کہ آپ کسی کی طرف پوری توجہ سے جا رہے تھے اس لئے آپ کے پہنچنے سے پہلے آپ کا خیال پہنچ گیا۔ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں یہ معمولی چیز ہے یہ چیز تو شروع میں ہی حاصل ہو جاتی ہے مگر ہمارے مشائخ اپنی تمام روحانی طاقتوں کو دنیا کے لئے نہیں بلکہ دین کی خدمت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس روحانی طاقت سے لوگوں کے دل بدلنے کا کام لیتے ہیں جو کہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ ہمارے مشائخ لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب

## رابطہ شیخ کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جب مرید کا اپنے شیخ کے ساتھ

رابطہ بہت قوی ہو جاتا ہے تو اکثر اوقات جو باتیں شیخ کے دل میں آتی ہیں ان کا عکس قوی رابطے والے سالک پر بھی پڑتا ہے۔ میرے شیخ پیر غلام حبیبؒ کے دل میں جو بات پیدا ہوتی تھی اس عاجز کے دل میں بھی وہ خیال آجاتا تھا اس لئے فقیر اپنے شیخ سے عرض کرتا کہ اب آپ آرام کرلیں۔ کبھی عرض کرتا حضرت! آپ کو فلاں چیز کی ضرورت ہے؟ تو واقعی اس وقت شیخ کو اسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی۔

ایک بزرگ تھے ان کے ساتھ ان کے ایک مرید کو بہت زیادہ اتحادی نسبت حاصل تھی۔ وہ خود ہی ہر وقت شیخ کی ضرورت کے کام کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے پیاروں کو مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے کہ یہ میرے ہو گئے ہیں اس لئے انہیں کسی مخلوق کے آگے سوال ہی نہ کرنا پڑے۔ سچ ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ پھر اس کا ہو جاتا ہے۔

## پرانے سالکین:

یہ باتیں خاص طور پر پرانے سالکین کے سامنے کرنے کی تھیں اس لئے کر دی گئیں کیونکہ عام لوگوں کے لئے ان باتوں کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ تصوف کسی تھیوری کا نام نہیں، تصوف تو کیفیات کا نام ہے جو بندے پر وارد ہوتی ہیں۔ تصوف تو شریعت کے علم، عمل اور اخلاص کا نام ہے۔ جس سے یقین کامل پیدا ہوتا ہے۔

سن اے تہذیب حاضر کے گرفتار
غلامی سے بدتر ہے بے یقینی

مجلس 27

# سپردگی

## اپنے آپ کو سپرد کرنا:

حضرت جی دامت برکاتہم نے عشاء کی نماز کے بعد سالکین کو خدمت کا موقع دیا۔ سالکین نے بڑے ذوق شوق سے اپنے حضرت شیخ کی خدمت کی سعادت حاصل کی ۔ اسی دوران حضرت جی نے ہلکے پھلکے انداز سے مریدین کی تربیت سے متعلقہ درج ذیل بڑے گراں قدر ملفوظات ارشاد فرمائے۔

## توجہات لینے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا کہ مرید اپنے آپ کو سپرد نہیں کرتے ، اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کرنے سے ڈرتے رہتے ہیں۔ سوچیں پیر مرید کو شریعت پر ہی چلائے گا اسے غلط کام کرنے کے لئے تو نہیں کہے گا۔ جو اپنے آپ کو سپرد کر دے گا تو اس کے لئے دعائیں ہوں گی اور توجہات ہوں گی۔ اپنے آپ کو کامل طور پر سپرد نہیں کرتے اس لئے کہیں نہ کہیں فرق رہ جاتا ہے۔

حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا بلکہ سو فیصد شیخ کے سپرد کر دیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے عمرہ کے دوران اس کے لئے

بہت دعائیں کیں۔ اس وقت تو وہ ایک شخص نظر آتے ہیں جب ان پر کام کرے گا تو خوب کام کریں گے۔

## سو فیصد سپرد کرنا:

ارشاد فرمایا، جو سو فیصد سپرد کرے گا تب کام بنے گا۔ پھر اس کی طرف توجہ بھی پوری ہوگی۔ لوگ اپنے آپ کو سو فیصد سپرد نہیں کرتے کوئی پچاس فیصد سپرد کرتا ہے کوئی 80% سپرد کرتا ہے کوئی 95% سپرد کرتا ہے مکمل اعتماد نہیں کرتے تو پھر توجہات بھی مکمل نہیں لے پاتے۔ ہم فیض دینا بھی چاہتے ہیں اور وہ فیض لینا بھی چاہتے ہیں مگر پانچ فیصد سپردگی میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کی وجہ سے کام کے مکمل ہونے میں کمی رہ جاتی ہے۔ جب تک کمپیوٹر کی 32 تاریں نہ جڑیں تو ایک کمپیوٹر دوسرے کمپیوٹر سے ہم کلام نہیں ہوتا۔ سو فیصد سپرد کرنے کا مطلب ہے کہ اپنا ظاہری اور پوشیدہ کام شیخ کے مشورہ سے کرنا چاہئے تاکہ ہر کام میں خلوص پیدا ہوتا چلا جائے۔ اسی کو کہتے ہیں کہ سالک شیخ کے ہاتھ میں ایسے ہو جیسے مردہ بدست زندہ ہوتا ہے۔

## قرب بالفرائض کیا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ شیخ کسی مرید کے ذمے کوئی خاص (Special) کام لگادے تو مرید کے لئے اس خاص کام کو کرنا دوسرے کاموں سے زیادہ اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ اس سے مرید کی ترقی جلدی ہوتی ہے اس لئے یہ کام اس مرید کے لئے قرب بالفرائض کا درجہ رکھے گا۔ جس طرح فرائض سے نوافل کی نسبت زیادہ ترقی ہوتی ہے اسی طرح شیخ کے سپرد کردہ کام سے بھی سالک کی

بہت زیادہ ترقی ہوئی۔ شیخ الہام یا استخارہ وغیرہ کے بعد کوئی کام مرید کے ذمہ لگاتا ہے اس لئے وہ کام مرید کے لئے قرب بالفرائض کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت خواجہ عبدالمالک" چوک قریشی والے کے ذمہ اپنے شیخ کی بکریاں چرانا تھا، آپ نے یہ کام اس خوبی سے ادا کیا کہ کیا کہنا۔ بکریاں خود بھی چرتیں مگر حضرت خواجہ" خود بھی اپنے ہاتھ سے گھاس توڑ توڑ کر بکریوں کے منہ میں دیتے جس سے بکریاں پیٹ بھر کر شام کو واپس آتیں۔ اسی کام سے آپ کی روحانی ترقی ہوئی اس سے اپنے شیخ کا دل خوش کر دیا اور آپ کا کام بن گیا۔

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری" نے اپنے ایک مرید حضرت مولانا اکبر علی کے ذمہ مختلف مجالس کے ملفوظات لکھنے لگائے۔ وہ یہ کام کرتے رہے ایک دن حضرت خواجہ" نے پوچھا کہ آپ کو ملفوظات لکھنے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے یا مراقبہ وغیرہ سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے؟ حضرت مولانا اکبر علی" نے عرض کیا کہ آپ کے ملفوظات لکھنے سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ فضل علی قریشی" کے ذمہ خواجہ لعل شاہ دندوی" نے سندات اور دوسرے لکھنے لکھانے کے ضروری کام لگائے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ منشی صاحب کے لقب سے بھی مشہور تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بہت خوبصورت سند لکھ کر پیش کی جس کی وجہ سے حضرت لعل" شاہ کا دل خوش ہو گیا اور آپ نے فرمایا واہ قریشی واہ۔ بس یہی فرمانا تھا کہ حضرت قریشی پر جذب طاری ہو گیا۔

## قرب بالفرائض کا مرتبہ اور اجر:

ارشاد فرمایا، جو کام شیخ جس سالک کے سپرد کر دے اس کو پوری وفاداری

کے ساتھ کرے اور احسن طریقے سے نبھائے تو وہ اجر ملتا ہے جو کہ گویا فرائض پر ملتا ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے 18 سال مسجد نبوی میں درس حدیث دیا حتیٰ کہ مدنی آپ کے نام کا حصہ بن گیا بلکہ نام سے زیادہ حضرت مدنیؒ کا لفظ مشہور ہوگیا۔ مگر اٹھارہ سال کا درس موقوف کر کے حضرت گنگوہیؒ کی صحبت میں پہنچے اور بیعت کی۔ آپ کے ذمہ شیخ کی خانقاہ کے لئے سبزی وغیرہ لانا ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ کی خانقاہ کی خدمت کرنے سے وہی کچھ ملتا ہے جو کہ مسجد نبوی کے درس حدیث سے ملتا تھا۔

## اپنے کو پیر کے سپرد کرنے کی حکمت:

ارشاد فرمایا، اپنے آپ کو اللہ والوں کے سپرد کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے کیونکہ کوئی سچا پیر ایسا نہ ہوگا جو کہ مرید کو اتباع سنت کے بجائے اپنے پیچھے لگائے۔ شیخ مرید کو اتباع سنت سکھانے کے لئے ہمیشہ رہنمائی کرتا رہتا ہے اس لئے دل میں یہی تڑپ ہو کہ جو شیخ کہیں گے اسے کرنا ہے تب کام بنے گا۔ بعض مرید ایسے ہیں کہ اپنے احوال تک شیخ کو نہیں بتاتے بلکہ شیخ سے چھپاتے ہیں۔ آپ اپنے احوال شیخ سے چھپاتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اپنی معرفت تم سے چھپاتا رہے گا۔

## اتباع سنت:

ارشاد فرمایا، پہلے پیر شریعت پر چلاتے تھے مرید بھی ایسے وفادار ہوتے تھے کہ سدھائے ہوئے اونٹوں کی طرح پیچھے چلتے رہتے تھے۔ ایک بزرگ نے

بہت زیادہ مجاہدہ کیا، وضو کر کے اٹھے تو چکرا کر گر پڑے۔ سہارا دے کر اٹھایا گیا۔ مرید بھاگ کر کھانا لے آیا۔ شیخ نے کہا کہ جب تو بھاگ کر گیا تھا تو میرے دل میں آیا کہ کھانا لائے گا۔ یہ اشراف نفس ہے کھانا واپس لے جا میں نہیں کھاؤں گا۔ وہ سالک کھانا باہر آنکھوں سے اوجھل لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا کہ حضرت! اب تو کھا لیجئے اب تو آپ کو امید منقطع ہو گئی ہو گی اب تو یہ اشراف نفس نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا لے کر کھا لیا۔ اتنے وفادار مرید تھے اور ایسے کامل مشائخ تھے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

مجلس 28

# تمنائیں

## دل کی تمنائیں:

ارشاد فرمایا، ہر مومن کی زندگی میں کچھ تمنائیں ہوتی ہیں کچھ آرزوئیں ہوتی ہیں آپ حضرات کچھ دن یہاں ٹھہرے ہیں آپ کے دل میں بھی دو چار تمنائیں ہونی چاہیے۔ افسوس یہ کہ آج نیک بننے کی تمنا رکھنا بھی ختم ہوتا جارہا ہے۔

؎ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

نیک بننے کے لئے شدید آرزو رکھنے کا نام اصل زندگی ہے۔ نیک بننے کی تمنا بہت مشکل سے پیدا ہوتی ہے اگر کہیں پیدا ہو جائے تو اس میں کہیں نہ کہیں خامی رہ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کو ناکامی ہوتی ہے۔

## پہلی تمنا:

ایک یہ تمنا ہو کہ میرا آج کا دن معصیت سے پاک گزرے، میرا آج کا دن معصیت سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی یہ علامت ہے کہ بندے کی زندگی سے کھوٹ نکال دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اس کے ساتھ

جڑتا ہے وہ بھی سچا ہو جاتا ہے۔ یہ تمنا ہونی چاہئے کہ میری آنکھ، کان، دل و دماغ سے کوئی گناہ نہ ہوتا کہ میرا آج کا دن تو اولیاء اللہ سے مشابہت اختیار کر جائے۔ پوری زندگی میں سے چند دن یا کم از کم ایک دن تو گناہوں سے خالی نکلے۔

## دوسری تمنا:

دوسری تمنا یہ ہو کہ کاش ہم بھی اولیائے اکرام جیسی کوئی ایک نماز تو پڑھ جائیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ کہ جس نے دو رکعت ایسی پڑھ لیں کہ جس میں کوئی (دنیاوی) خیال نہ آیا ہو تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ کاش ہم زندگی کی کچھ نمازیں یا کم از کم ایک نماز ہی ایسی پڑھ لیں جس میں دنیاوی خیالات نہ آئیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بار بار مشق کرنے سے یہ چیز آسان ہو جاتی ہے پہلے ایک خیال کم ہوگا پھر دوسرا خیال کم ہوگا حتیٰ کہ سکون والی نماز نصیب ہوگی۔

## مزے کے کام:

ارشاد فرمایا، دنیا میں تین تمنائیں اور کام بڑے مزے کے ہیں۔ رات کے آخری پہر کی لمبی نماز، قرآن کی تلاوت، کلمہ طیبہ کا ذکر۔

حضرت عمرؓ اپنے گھر میں تھے ایک مجلس میں کافی لوگ بیٹھے تھے۔ سب نے اپنی اپنی آرزوئیں بتائیں۔ حضرت عمرؓ کی باری آئی تو فرمایا کہ میرے دل کی تمنا ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح، حضرت حذیفہؓ بن یمان جیسے لوگوں سے یہ گھر بھرا ہوتا اور میں انہیں دین کی دعوت کے لئے دنیا کے مختلف علاقوں میں بھیج دیتا۔

## تیسری تمنا:

ارشاد فرمایا، تیسری تمنا یہ ہونی چاہیے کہ کوئی دن تو زندگی میں ایسا ہو کہ جس میں سارا دن ذکر ہی ذکر ہو۔ یہ مجالس غنیمت ہیں، یہ مل بیٹھنا بڑی غنیمت ہے آپ لوگ اس کو یاد کریں گے۔

؎ غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

مجھے یاد ہے کہ B-Sc انجینئرنگ کے بعد چار ماہ مسکین پور گزارنے کو ملے اور ہر روز تقریباً 9 گھنٹے مختلف اوقات میں مراقبہ کرتے تھے۔ اب ساری زندگی اس وقت کی حسرت ہی رہے گی کاش کہ دوبارہ ویسا موقع مل جائے۔

؎ دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

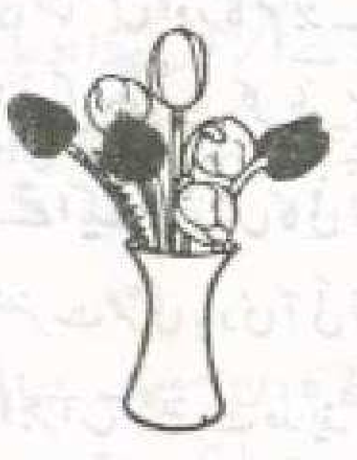

# مجلس 29

# اولیاء اللہ کی دعائیں

## خدمت شیخ کی برکات:

مدینہ مسجد کے صحن اور اندر ہال میں کھچا کھچ لوگ بھرے ہوئے تھے۔ باہر والے دوستوں کو دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے کہا گیا کیونکہ جگہ کم تھی اور بقیہ دوستوں کے پاس حضرت جی بیٹھے تھے۔ آپ نے مختلف بزرگوں کے واقعات سنائے اس سے مجلس پر بڑے ہی عجیب وغریب اثرات ہوئے۔ اب بھی یہ مجلس یاد آتی ہے تو دل تڑپ اٹھتا ہے۔

## دل کا کیا مقصد ہے؟

ارشاد فرمایا، محنت کرلو چند روز لگ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرلو پھر انشاء اللہ اگلی دنیا میں بہار ہی بہار ہوگی۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ یاد یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان دی اور پڑھنے کے لئے قرآن بھی دیا، مسجد دی تو چل کر جانے کے لئے ٹانگیں بھی دیں، بیت اللہ بنایا تو دیکھنے کے لئے آنکھیں بھی دیں، اسی طرح دل بھی بنایا اور اس میں بسانے کے لئے اپنا ذکر بھی دے دیا۔ ذکر کرتے کرتے واقعی اللہ تعالیٰ دل میں آتا ہے

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تیری پہچان یہی ہے

## دل کے جاگنے کی کیا علامات ہیں؟

ارشاد فرمایا، دل کے جاگنے کی یہ علامت ہے کہ انسان کے لئے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور برائی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ حالت ہو جاتی ہے کہ برائی کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا۔ دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں اتنا محو ہو جاتا ہے کہ پھر برائی کی طرف راغب ہی نہیں ہوتا۔

## صاحب دل بزرگ:

ارشاد فرمایا، جب کسی کو مقام تسخیر حاصل ہوتا ہے تو پھر ہاتھ اٹھنے کی دیر ہوتی ہے اور کام بنتے چلے جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں اپنا ذاتی واقعہ سنایا کہ حضرت بابو جی عبداللہؒ کے بارے میں میرا ذاتی تجربہ تھا کہ جس کے لئے بھی حضور ﷺ کی زیارت کی دعا کر دیتے تھے تو تین دن کے اندر اندر اسے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی تھی۔

## زیارت رسول ﷺ کا واقعہ:

ایک دفعہ جھنگ کی تبلیغی جماعت کے دوست صوفی دین محمد نے کہا کہ حضور ﷺ پر بہت درود پڑھتا ہوں حتیٰ کہ ایک ایک دن میں ہزار ہزار دفعہ بھی پڑھ

چاہتا ہوں مگر زیارت رسول ﷺ نصیب نہیں ہوتی ۔ حضرت جی دامت برکاتہم اسے لے کر حضرت بابو جی عبداللہ ؒ کے پاس گئے ، انہوں نے دعا کر دی۔ دوسرے دن ہی صوفی دین محمد تشریف لائے اور حضرت جی سے خوشی کے عالم میں ایسے مخاطب ہوئے کہ اے میرے محسن ! مجھے حضور ﷺ کی زیارت ہو گئی ہے۔

## دعائیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اس فقیر نے ایک دفعہ حضرت بابو جی عبداللہ ؒ کی بہت خدمت کی ایک دن انہوں نے خوش ہو کر مجھ سے فرمایا، مانگ اللہ سے کیا مانگتا ہے ؟ حضرت جی نے فرمایا، میں نے جلدی جلدی 9 دعائیں مانگی تھیں آٹھ قبول ہو چکی ہیں ایک بھی انشاء اللہ قبول ہو جائے گی یہ شعر اس وقت سمجھ میں آیا۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر میں ساری عمر بھی سجدہ میں سر رکھ کر روتا رہتا تو شاید پھر بھی اتنی جلدی دعائیں قبول نہ ہوتیں کہ جیسی جلدی ایک اہل دل کی صحبت و خدمت کی برکات سے قبول ہو گئیں۔

## اولیاء اللہ کی دعائیں اور کام:

ارشاد فرمایا، سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں تو پھر ہر ایک کا کام کیوں نہیں کر دیتے ؟

حضرت شاہ تاج محمود امروٹی ؒ سندھ میں ایک بزرگ گزرے ہیں وہ فرنگی اقتدار کے وقت فرماتے تھے کہ دل چاہتا ہے کہ انگریز گورنر ایڈورڈ کے محل

میں گھس کر اس کا گلا دبا دوں مگر اوپر سے اجازت نہیں ملتی۔

حضرت شاہ یعقوبؒ صدر مدرس دیوبند سے کسی نے عرض کیا کہ انگریزوں کا تسلط بڑھتا جا رہا ہے، کیا اللہ والے کچھ نہیں کر سکتے؟ فرمایا کہ ایک تسبیح پھیرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا تختہ الٹ جائے گا مگر اوپر سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں پورے شہر والوں کو توجہ دوں تو تڑپا کر رکھ دوں مگر ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

## حضرت جی کا ذاتی واقعہ:

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ والوں پر کوئی خاص کیفیت آتی ہے تو وہ ساتھ والوں کو دعاؤں میں محروم نہیں کرتے۔

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ کی صحبت میں بیٹھے تھے اس بزرگ نے فرمایا کہ رات ایک خاص کیفیت طاری ہوئی تھی اسی حال میں آپ کو میں نے بارگاہ الٰہی میں پیش کیا، آپ کو قبول کر لیا گیا ہے۔ حضرت جی نے فرمایا کہ ہم خود کچھ نہیں ہیں مگر بزرگوں کی دعائیں ہیں کہ آپ لوگ بھاگ بھاگ کر آتے ہیں۔ ہم خود کچھ نہیں ہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ ایسی ایسی مہربانیاں فرماتا ہے۔

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ ہوا تیرے کرم سے ہوا
جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

مجلس 30

# زیارت رسول ﷺ کا طریقہ

## عظیم راز:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کا کوئی وظیفہ بتا دیں۔ سنو لوگو! میں تمہیں وہ وظیفہ بتاتا ہوں کہ سوتے میں نہیں بلکہ جاگتے میں حضور ﷺ کی زیارت ہونے لگ جائے گی۔ اپنے ہر معاملے میں اتباع سنت کو اپنانے کی پوری کوشش کریں ورنہ کم از کم سنت کے ٹوٹنے اور چھوٹنے پر دل میں دکھ تو پیدا ہونا چاہیے۔ بزرگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے چلنے پھرنے، کھانے پینے عبادات وعادات الغرض ہر چیز میں چلتا پھرتا نبی ﷺ کا نمونہ بن جاؤ تو جاگتے میں بھی حضور ﷺ کی زیارت ہونے لگ جائے گی۔

## شیخ سے دعائیں لینے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا کہ مرید اتنا اتباع سنت میں ڈوبا ہوا ہو کہ شیخ کی نظر پڑے تو دل سے دعائیں نکلیں۔ دل سے دعائیں نکلیں گی تو کام خود بخود بنتے جائیں گے۔

ے دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

## دعا مانگنے کا راز:

ارشاد فرمایا، دعائیں مانگنا بھی سنت ہے۔ حضور ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا تو عبادت کا مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نیک بننے کی دعا مانگ لیں اس کا کم از کم یہ فائدہ تو ہوگا کہ جب نیک بننے کی دعائیں مانگیں گے تو یہ دعائیں نامہ اعمال میں لکھی جاتی رہیں گی۔ اگر قیامت کے دن پوچھا گیا کہ نیک کیوں نہیں بنے تھے؟ تو بندہ عرض کر سکے گا کہ نیک بننے کی دعائیں تو کرتا رہا تھا۔ جب نامہ اعمال دیکھا جائے گا تو وہاں نیک بننے کی دعائیں موجود ہوں گی، ان دعاؤں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ آج لوگ دنیا مانگتے ہیں مگر نیک بننے کی دعائیں کم مانگتے ہیں۔

ے تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے